الکتاب و السنۃ

جناب مسعود الرحمٰن جانباز
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

مومنوں کا تحفہ سلام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا - الآية!

کہ جب کوئی تمہیں تحفہ دے تو تم جواب میں اسے، اس سے بھی بہتر تحفہ دو، یا یہی تحفہ اس پر لوٹا دو!

چنانچہ امتِ مسلمہ کی باہمی محبت اور الفت کا ذریعہ شریعتِ اسلامیہ نے یہ قرار دیا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہے۔ نصِ حدیث سے ثبوت ملتا ہے (تَهَادَوْا تَحَابُّوا) کہ "باہمی محبت بڑھانے کے لیے تحفہ تحائف دیا کرو" اور مسلمان کا باہمی ہدیہ اور تحفہ سلام سے بڑھ کر اور کوئی نہیں، کیونکہ مسلمان کی باہمی محبت والفت کی پہچان کا واضح ذریعہ سلام ہی ہو سکتا ہے اور اسی طرح کسی کے مسلمان ہونے کی پہچان کا اہم ذریعہ بھی سلام ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ خداوندِ کریم نے اپنی کتابِ مقدس میں بیان فرمایا ہے:

"فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً"

کہ "جب تم گھروں میں داخل ہو تو ایک دوسرے پر سلام کہو جو اللہ کی طرف سے ایک مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔"

اور یہی سلام جنتیوں کا شعار ہے، جیسا کہ قرآنِ مجید میں بیان ہوا:

"تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ"! (سورۃ نور آیۃ ۲۳)

اور انہی مبارک کلمات کے ساتھ فرشتے مومنین کا استقبال کریں گے۔ جیسے ارشادِ خداوندی ہے:

"وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ"

(سورۃ زمر، آیۃ ۷۳)

اور یہی وہ ہدیہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے مہمان ان کے لیے لائے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ذاریات میں بیان فرمایا:

"اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ" (الذاریات ۲۵)

اور ویسے بھی سلام مسلم کے حقوق میں سے ایک اہم حق ہے:

حدیث پاک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيْلَ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ" (صحیح مسلم مع شرح النووی جلد ۱۴- صفحہ ۱۴۳

ومسند احمد جلد دوم ص ۶۸)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں: آپ سے پوچھا گیا، "وہ کون سے حقوق ہیں"؟ تو آپ نے فرمایا: (۱) جب کسی کو ملے تو اسے سلام کہے۔ ۲- جب کوئی دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔ ۳- جب کوئی نصیحت کا خواہش مند ہو تو اس کو نصیحت کرے۔ ۴- جب کسی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہے، بشرطیکہ چھینک مارنے والا الحمد للہ کہے۔ ۵- جب کوئی بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرے ۶- جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔"

ایک اور حدیث میں یوں وارد ہوا ہے کہ سلام راستہ کے حقوق میں سے ہے:

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِّنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا

حقَّهٗ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" (صحیح مسلم مع شرح النووی جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "راستے میں بیٹھنے سے پرہیز کیا کرو" صحابہ کرامؓ نے سوال کیا، "اے اللہ کے رسول! ہمیں بیٹھنے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کیونکہ ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں"؟ آپ نے فرمایا، "اگر تم نے ضرور بیٹھنا ہی ہے تو پھر راستے کا حق ادا کیا کرو" صحابہؓ نے پوچھا، "راستے کا کیا حق ہے، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا، ۱۔ آنکھوں کو نیچا رکھنا۔ ۲۔ تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ ۳۔ اور سلام کا جواب لوٹانا۔ ۴۔ اچھی بات کا حکم دینا، ۵۔ اور برائی سے روکنا۔

سلام کے معنی:

سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جیسے کہ سورۃ الحشر کی آخری آیت میں ہے:

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ۔ الْاٰيَة"

"السلام علیکم" کا معنی یہ ہے کہ اللہ آپ کا حافظ ہو اور آپ پر سلامتی ہو، جیسے کہ عام طور پر کہا جاتا ہے (خدا حافظ) السلام علیکم کا ایک معنی اور بھی ہے کہ آپ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں۔

سلام کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟

کتبِ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سلام کی مشروعیت کا آغاز تخلیقِ آدمؑ سے بھی پہلے ہوا ہے، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ الحديث (صحيح بخاري، كتاب الاستئذان)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایسی صورت میں پیدا کیا کہ ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا (یعنی تقریباً ۳۰ گز تھا) جب ان کا جسم مکمل ہوا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا، جاؤ اور ان بیٹھے ہوئے فرشتوں پر سلام کہو اور ان کا سلام سنو جو وہ کہیں گے، تیرا اور تیری اولاد کا یہی سلام ہوگا، پھر آدم علیہ السلام نے "السلام علیکم" کہا، فرشتوں نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہا۔"

سلام کی شرعی حیثیت اور اس کا حکم:

دراصل سلام کہنا اور اس کا جواب دینا واجب ہے لیکن بہت سارے علماء، جن میں ابن عبدالبر وغیرہ بھی شامل ہیں، اس طرف گئے ہیں کہ سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ انہوں نے سورۃ النساء کی آیت ۸۶ سے استدلال کیا ہے: "وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا"۔ لیکن تفصیلی طور پر راجح یہ ہے کہ جب کوئی کسی کے گھر میں داخل ہو تو اسے سلام کی ابتداء کرنی واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ"۔ (سورۃ نور آیۃ: ۶۱)

اس کے علاوہ عام حالات میں اگر ایک جماعت یا گروپ میں سے ایک آدمی بھی سلام کہہ دے تو سب کی طرف سے کافی ہے کیونکہ اس عام سلام کا حکم علماء کے نزدیک سنت ہے لیکن اگر سب کے سب سلام کہنا چاہیں تو بھی اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ یہ صورت بہتر ہے اسی طرح ایک جماعت پر سلام کہا جائے تو ایک آدمی کا جواب سب کی طرف سے کفایت کرتا ہے اور اگر اکیلا آدمی ہو تو اس پر سلام لوٹانا واجب ہے۔ بعض علماء کے نزدیک سب پر جواب دینا واجب ہے۔

لیکن راجح یہی ہے کہ ایک آدمی کا جواب دینا اس کے دوسرے سب ساتھیوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"يُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ" (ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان)

ایسے ہی سلام کی جو اہمیت ملاقات کرتے وقت ہے، اتنی ہی علیحدہ ہوتے وقت ہے۔ کیونکہ دونوں کی مستقل ایک حیثیت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"فَكَمَا يُسَلِّمُ عِنْدَ اللِّقَاءِ يُسَلِّمُ عِنْدَ الْفِرَاقِ فَإِنَّ الْأُولٰى لَيْسَتْ بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ۔" (ابوداؤد والترمذی)

سلام کا مستحق کون ہے؟

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سلام مسلمان کا ہی باہمی شعار ہے۔ اس شعار کے اہل کوئی کافر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی غیر مسلم سلام کا مستحق ہے۔ البتہ حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ۔" (بخاری استئذان، و ابوداؤد ونسائی باب الایمان)

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ جو بھی ملے، چاہے تمہیں اس کے اسلام کا علم ہو یا نہ ہو، اسے سلام کہہ دو۔

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو آپ ذاتی طور پر جانتے ہوں یا نہ۔ اگر آپ کو اس کے مسلمان ہونے پر کوئی شک نہیں اس کو سلام کہو اور عموماً اس حدیث کا مصداق بلادِ اسلامیہ پر زیادہ مناسب ہے، جہاں کسی غیر مسلم کے پائے جانے کا احتمال کم ہو۔ اگر کوئی آدمی غیر مسلم ملک میں ہو جہاں کثرت کفار کی ہو اور شکل وصورت میں بھی اشتباہ ہو تو وہاں پہلے تسلی کر کے پھر سلام کہنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص مذکورہ حدیث اور سلام کے بارہ میں وارد شدہ عام احادیث سے استدلال کر کے غیر مسلمین پر سلام کہنا جائز قرار دیتا ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"لَا تَبْدَؤُا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُ إِلٰى أَضْيَقِهِ فَإِنْ سَلَّمَ يُرَدُّهُ بِقَوْلِهِ وَعَلَيْكُمْ أَوْ عَلَيْكُمْ وَلَا يَقُولُ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ لِأَنَّ مِنْ عَادَتِهِمْ وَطَبِيعَتِهِمُ الْغِشَّ فَهُمْ لَا يَدْعُونَ لِلْمُسْلِمِينَ بِالسَّلَامَةِ بَلْ يَدْعُونَ عَلَيْكُمْ۔" (ترمذی، باب الاستئذان ابن ماجۃ، کتاب الآداب مسلم مع شرح النووی ص ۲۱۸ ج ۲ - ابوداؤد، باب الادب)

"سلام کی ابتداء یہود ونصاریٰ سے مت کرو اور جب ان کو راستہ میں ملو تو ان کو ایک طرف چلنے پر مجبور کرو تاکہ وہ تمہارے درمیان حائل نہ ہوں اور اگر وہ سلام کہہ دیں تو اس کے جواب میں "وعلیکم السلام" نہیں کہنا چاہیے، بلکہ صرف

"علیکم" یا "وعلیکم" کہہ دینا چاہیے کیونکہ عموماً ان کی طبیعت میں دھوکا ہی ہوتا ہے اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کی سلامتی کے لیے دعا کریں بلکہ اس کے برعکس چاہتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا مَرَّ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ وَعَلَيْكَ" (مسلم مع شرح النووی مجلد ۲ صفحہ ۱۴۶ وابوداؤد)

یعنی جب یہود تمہارے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ "السام علیکم" کہتے ہیں (یعنی تمہارے لیے موت کی بددعا کرتے ہیں) تم کہہ دیا کرو "وعلیک" ! کہ "تم پر ہو!"

سلام کی فضیلت اور ثواب:

چونکہ سلام کے ساتھ باہمی اخوت قوی ہوتی ہے اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ"

(ابوداؤد مع تہذیب ابن قیم جلد ۸ صفحہ ۶۹)

"کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترین انسان وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے"!

اور دوسری حدیث میں یوں ہے:

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُوْنَ"

(ترمذی استئذان حدیث رقم ۲۶۸۹ وابوداؤد باب کیف السلام ج ۸ ص ۶۸)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے "السلام علیکم" کہا تو آپ نے فرمایا۔ یہ شخص دس نیکیوں کا مستحق ہے۔ پھر دوسرا شخص آیا، اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہا تو آپ نے فرمایا، اس کے لیے بیس نیکیاں ہیں۔ پھر تیسرا شخص آیا اور اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا تو آپ نے فرمایا، اس شخص کو تیس نیکیاں

ملی ہیں۔"

ایک اور حدیث میں یوں ذکر آتا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں:

"وَعَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا۔"

(ابوداؤد، کتاب الادب والترمذی استئذان)

سلام کے فوائد:

سلام باہمی اخوت و محبت کا قوی اور عظیم وسیلہ ہے، جیسے بعض علماء کا قول ہے کہ سلام ایک ایسی چابی ہے جو دلوں کے تالوں کو کھول کر رکھ دیتی ہے اور تمام دلی کدورتوں کو صاف کرتی ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہے آپ کسی سے متعارف ہوں یا نہ ہوں، سب کو سلام کہیے۔ اور جیسا کہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں آپ نے فرمایا:

"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔" (رواہ مسلم)

"قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں نہیں داخل ہو سکو گے اور جب تک باہمی محبت نہیں کرو گے ایماندار نہیں ہو سکتے، پھر آپ نے فرمایا، "کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے باہمی محبت زیادہ ہوتی ہے؟ وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو عام کرو۔"

سلام سے نہ صرف دنیا میں محبت بڑھتی ہے بلکہ اس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور یہی سلام کہتے ہوئے مومن جنت میں داخل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ سلام دنیا و آخرت میں باعثِ سلامتی ہے۔ اسی لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِالسَّلَامِ۔ (صحیح مسلم باب الایمان، ترمذی، اطعمۃ والدارمی استئذان ومسند احمد ج: ۱ ص ۱۶۵)

"اے لوگو! سلام کو عام کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات کو عبادت کرو جبکہ لوگ محوِ خواب ہوں تاکہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔"

مجلس سے اٹھتے وقت سلام کہنا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْیُسَلِّمْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ۔" (ابوداؤد باب استئذان)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی مجلس میں بیٹھنے لگے تو سلام کہہ دے اور جب کوئی اٹھنے لگے تو بھی سلام کہہ دے کیونکہ دونوں کی حیثیت مستقل ہے۔"

عورتوں پر سلام کہنے کا حکم:

جہاں تہذیبی مفاسد کا خدشہ نہ ہو وہاں سلام کی مشروعیت میں مرد و زن کا کوئی فرق نہیں، جیسے کہ حدیث پاک سے عورتوں پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلام کہنے کا ثبوت ملتا ہے:

"عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ یَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰی بِیَدِهٖ بِالتَّسْلِیْمِ وَاَشَارَ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بِیَدِهٖ۔" (ترمذی استئذان باب رقم ۹)

"حضرت اسماء بنت یزید بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی سے گزر رہے تھے اور عورتوں کی ایک جماعت کو بیٹھے پایا تو اُن کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کہا۔"

ہاتھ کے اشارے سے سلام کا حکم:

بہتر یہی ہے کہ آدمی فریضۂ سلام کو ادا کرتے وقت زبان سے ہی سلام کہے اور ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کہنے سے بچے۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ ہاتھ کے اشارہ سے سلام کہنا یہود و نصاریٰ کی عادات تھیں، چنانچہ ترمذی شریف میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَیْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ

تَسْلِيْمُ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ وَتَسْلِيْمُ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ"۔

(ترمذی، کتاب الاستئذان باب رقم ، حدیث رقم ۲۶۹۵)

کہ "جو کسی دوسری امت کی مشابہت کرتا ہے وہ ہماری امت سے نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو کیونکہ یہود ہاتھ کی انگلیوں سے اور نصاریٰ ہاتھ سے سلام کہتے تھے"۔

یہ حدیث اگرچہ ضعف کے درجہ میں ہے تاہم اس سے سبق یہی ملتا ہے کہ ہاتھ یا سر وغیرہ سے سلام کہنے یا جواب دینے سے بچنا بہتر ہے۔ ہاں اگر کوئی آدمی زبان سے معذور ہے یا جس کو سلام کہہ رہا ہے اس سے فاصلہ پر ہے تو یہ ایک علیحدہ صورت ہے۔ اس میں ہاتھ یا سر کے اشارے میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔ (واللہ اعلم)

بچوں پر سلام کا حکم:

"عَنْ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنَسٌ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (رواہ الترمذی کتاب الاستیذان ۔ باب رقم ۸)

"حضرت یسار فرماتے ہیں کہ میں حضرت ثابت البنانی کے ساتھ جا رہا تھا تو راستے میں کچھ بچوں پر گزر ہوا، حضرت ثابت نے ان پر سلام کہا اور پھر فرمایا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جا رہا تھا، بچوں پر گزر ہوا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کہا، پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، آپ کا کچھ بچوں پر گزر ہوا تو آپ نے انہیں "السلام علیکم" کہا"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، سلام کے حقوق میں چھوٹے اور بڑے کی کوئی تمیز نہیں کرنی چاہیے، البتہ یہ خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ بچوں کے اندر سلام کا جواب دینے کی صلاحیت ہو۔

کسی دوسرے کی طرف سے سلام پہنچانے کا حکم:

"عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ

السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔" (رواہ البخاری فی الاستیذان وزاد الترمذی "وَبَرَکَاتُہٗ")

"حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے بیان فرمایا، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں جبریلؑ کا سلام پہنچایا تو ام المومنینؓ نے جواب میں "علیہ السلام ورحمۃ اللہ" فرمایا۔ (بخاری شریف۔ امام ترمذیؒ نے "وبرکاتہ" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے"!)

کیا سلام کی بجائے کوئی متبادل الفاظ کہنا جائز ہیں؟

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وُہ اپنے شعار کی حفاظت کرے اور اسے اسی صورت میں قائم رکھے جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھلایا ہے لہٰذا سلام کا کوئی متبادل لفظ جائز نہیں کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کی عادات پائی جاتی تھیں لیکن آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد تمام عادات کو ختم کر کے صرف اسلام سکھایا گیا، جیسے کہ عمرانؓ بن حصین کی حدیث میں ذکر ہے:

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَلَيْنَا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ" (رواہ ابوداؤد)

"حضرت عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں کہا کرتے تھے "اللہ! تیری وجہ سے ہم پر انعام کرے اور تیری صبح بخیر ہو، لیکن اسلام کے آنے کے بعد ہمیں اس سے روک دیا گیا"

غور فرمائیں کہ جب سلام کے لیے (السلام علیکم کے علاوہ) دوسرے کلمات، جو دعا کا مفہوم ادا کرتے ہوں، جائز نہیں، تو صرف اشارہ کرنا (جیسے کہ آج کل عام رواج بن چکا ہے) جس سے نہ دعا، اور نہ ہی سلام کا مفہوم ادا ہوتا ہے وُہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"لَا تُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ فَاِنَّ تَسْلِيْمَهُمْ بِالرُّؤُوْسِ وَالْاَكُفِّ وَالْاِشَارَةِ۔"

(فتح الباری مجلد ۳ صفحہ ۴۸۷)

کن حالتوں میں سلام کہنا جائز نہیں ہے؟

سلام کی ممانعت کی حالتیں اگرچہ علماء کرام نے بہت ذکر کی ہیں، جن میں تلاوتِ قرآن، کھانا کھانے، جنابت اور قضاء حاجت کی حالتیں شامل ہیں، لیکن احادیث کی جو نصوص مل سکی ہیں:

ان میں صرف پیشاب و پاخانہ اور نماز کی حالت میں سلام کہنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں بعض روایات پیش خدمت ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ يَعْنِي السَّلَامَ " (ترمذی استئذان باب ۸)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کہا اور آپ پیشاب کی حالت میں تھے جس کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دیا"

اور ایک روایت میں یوں ذکر ہوا ہے:

"قَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ الْجَمَلِ وَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ " (رواہ النسائی فی الطہارۃ باب ۳۸، و ابوداؤد، طہارۃ باب ۱۲۹)

اور حضرت جابرؓ کی روایت جو مسند احمد میں ہے اس میں نماز کی حالت ذکر ہوئی ہے کہ آپؐ نے نماز کی حالت میں سلام کا جواب نہ دیا۔ (مطبعۃ دار الصادر، مسند احمد ۳۵۱/۳)

اور ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّاهِبِ اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ وَقَدْ بَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَالَ بِيَدِهٖ اِلَى الْحَائِطِ يَعْنِي اَنَّهُ تَيَمَّمَ " (مسند احمد ج ۵۔ ص ۲۲۵)

مذکورہ بالا تمام روایتوں کا مفہوم یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالتِ پیشاب میں سلام کہا گیا تو آپؐ نے اس کا جواب طہارۃ کرنے کے بعد دیا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں یوں بھی ہے، "حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بحالتِ پیشاب سلام کہا، آپؐ نے جواب نہ دیا، پھر میں نے سلام کہا، پھر بھی آپؐ نے جواب نہ دیا، پھر میں نے تیسری بار سلام کہا، پھر بھی مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ آخر آپؐ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ میں آپؐ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آخر میں مسجد میں داخل ہوا اور غمگین سی حالت میں بیٹھ گیا۔ پھر آپؐ طہارت کر کے تشریف لائے اور تین دفعہ "وعلیك السلام

ورحمۃ اللہ" فرمایا : (مسند احمد جلد ۴، صفحہ ۱۷۷)

سلام کا جواب کیسے لوٹایا جائے ؟

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سلام ایک ہدیہ ہے ۔ جب کوئی آدمی کسی کو اس ہدیہ سے نوازے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس ہدیہ کا جواب اس سے بہتر صورت میں دے یا کم از کم اسی کے برابر تو دے، مثلاً جب آدمی کسی کو "السلام علیکم" کہے، اس کے لیے بہترین جواب " وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ہے یا صرف " وعلیکم السلام " پر بھی کفایت کی جاسکتی ہے ۔ اور یہی مفہوم قرآن مجید کی اس آیت کا ہے :

" وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا" (النساء : ۸۶)

سلام کی ابتداء کون کرے ؟

افضل اخلاق اور تقوٰی اور خشوع وخضوع اور قوت ایمان کا تقاضا اسی میں ہے کہ انسان سلام کرنے میں پہل کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

" إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ " (ابوداؤد، باب الادب، ومسند احمد - ج ۵، ص ۲۵۴، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۹).

یعنی " اللہ تعالیٰ کے قریب ترین انسان وہ ہے جو سلام میں پہل کرے "

تاہم حدیث نے ترتیب واضح فرمادی ہے :

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ "

(رواه البخاری فی الاستئذان ۔ وابو داؤد فی الادب ومسلم مجلد ۱۳ صفحہ ۱۴ وموطا امام مالك باب السلام ومسند احمد ج ۲ صفحہ ۳۲۵)

" حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، کہ سوار آدمی کو پیدل چلنے والے پر اور چلنے والے کو بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑوں کو زیادہ پر سلام کہنا چاہیئے ۔"

اس میں حکمت یہ ہے کہ سوار پیدل چلنے والے سے اچھی حالت میں ہوتا ہے اور جب اس حالت میں وہ اپنے ایک پیدل چلنے والے مسلمان بھائی کی عزت کرتے ہوئے اس کو سلام کہتا ہے

تو اس کے دل میں انتہائی خوشی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں ان کی باہمی محبت بڑھتی ہے۔ اسی طرح گزرنے والا جب کھڑے یا بیٹھے کو سلام کہتا ہے تو اس میں اس کو کوئی دقت نہیں، جب کہ اس کے تیز چلنے میں کھڑے یا بیٹھے کو سلام کہنے میں قدرے دشواری ہے۔ اسی طرح چھوٹے کو بڑوں پر اور تھوڑوں کو زیادہ پر سلام کہنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ عین آداب کے شایانِ شان ہے۔

خاتمہ:

قارئین کرام! سلام کی اہمیت آپ کے سامنے واضح ہو چکی ہے۔ اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے موجودہ حالات پر نظر دوڑائیں کہ ہم اس اہم سنت سے کس قدر غافل ہو چکے ہیں۔ اکثر لوگ کسی کو سلام کہتے ہی نہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں اور بعض لوگوں نے تو ایک اور بدعت نکال لی ہے کہ جب ان کو سلام کہا جاتے تو بجائے "وعلیکم السلام کے" "السلام علیکم" ہی کہہ دیتے ہیں۔ اس کا شرعی طور پر کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ ایک صریح بدعت ہے جو دیکھا دیکھی بڑھتی جا رہی ہے۔

خاص طور پر جدید تعلیم سے متاثر حضرات اس عادت کو اپنانے میں زیادہ پیش پیش ہیں۔ ہمیں سلام اسی طریقے سے کہنا چاہیے جیسے ہمیں شرعی طور پر سکھایا گیا ہے۔ اگر کوئی آدمی پاس سے گزرے تو سلام کہنے میں پہل کرنی چاہیے، اس کا بہت ثواب ہے جیسے گزر چکا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مشہور روایت ہے جو مؤطا امام مالک اور طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ وہ اکثر بازار کا چکر لگاتے رہتے تھے، جب اُن سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کرنے کے لیے بازار میں نکلتا ہوں جس میں آپؐ نے فرمایا "افشوا السلام" کہ "سلام کو عام کرو"

اور ایک روایت کی نص یوں ہے:

"عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهُ كَانَ يَاْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْا مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ قَالَ اِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سِقَاطٍ (اي بائع ردي المتاع) وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا مِسْكِيْنٍ وَلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ"

(مؤطا امام مالک کتاب السلام باب ۳ حدیث ۶)

طبقات ابنِ سعد میں اس کے متقارب الفاظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر مسنون کام کی توفیق عطا فرمائے، آمین!